یہ خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ ہر کام کی نوعیت دوسرے کام کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے اور اس کام کو انجام دینے کیلئے جو طریقۂ عمل اختیار کیا جاتا ہے وہ اس کی اسی مخصوص نوعیت کے مطابق ہونا چاہیے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی مثال بالکل ایسی ہوگی کہ آپ جانا تو چاہتے ہیں کلکتہ سے رنگون لیکن سفر کر رہے ہیں ریل میں۔ یا آپ کا ارادہ ہے کہ چولھے میں آگ جلائیں لیکن ایندھن پر پانی کی مشک چھوڑے جا رہے ہیں۔ صحابہؓ میں حضرت ابوذر غفاریؓ ایسے بزرگ بھی موجود تھے لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلامی سیاست و حکومت کا نقش حضرت عمرؓ، طلحہؓ، سعد بن ابی وقاص اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہم) جیسے اربابِ سیاست و تدبیر و اصحاب جہاد و غزا کے بغیر بھی اجاگر ہو سکتا تھا؟ پس مسلمان اگر اعلاء کلمۃ اللہ کو اپنی زندگی کا مقصدِ اعلیٰ قرار دیتے ہیں تو انھیں سب سے پہلے "اندر خطر زیستن" کی آمادگی کے ساتھ ساتھ "حسنِ تدبیر اور مجادلہ بالتی احسن کا بھی خیال رکھنا ضروری ہوگا"

لاہور میں پچھلے دنوں چند دیندار مسلمانوں نے ملکر ایک اسلامی جماعت کی تشکیل کی ہے۔ اس جماعت نے اعلان کیا ہے کہ اس کا مقصد "حکومتِ الٰہی کا قیام ہے" جیسا کہ متعدد بار انھیں صفحات میں لکھا جا چکا ہے کسی مسلمان کو اس مقصد سے انکار تو کجا۔ ہمارے نزدیک وہ مسلمان حقیقی مسلمان ہی نہیں جو اپنے نہاں خانۂ قلب میں اس جذبہ کی آگ کے شعلے فروزاں نہیں رکھتا اور بہ ظاہر اس کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اپنے ان دوستوں کی نیتوں پر کسی قسم کا کوئی شک شبہ کریں۔ لیکن ہمیں اپنے ان ناآزمودہ کار احباب کے بھولے پن اور سادگی پر کچھ ہنسی بھی آتی ہے اور کچھ افسوس بھی ہوتا ہے کہ ابھی انھوں نے اس راہ میں کوئی موثر عملی قدم تو اٹھایا نہیں اور پہلے سے ہی "قیام حکومتِ الٰہی" کا اعلان کر کے ایک طرف اپنے رقیبانِ "روسیاہ" کو اپنی طرف سے خبردار کر دیا اور دوسری جانب اپنی جماعتی حیثیت "حریفانِ سفید فام" کے نزدیک مشتبہ بنا دی۔ ممکن ہے ملک کے پرجوش مگر گردشِ روزگار کے ستائے ہوئے مسلمان نوجوانوں کو اس تحریک میں (اگر حقیقۃً اسکو تحریک کہا جا سکتا ہے) زیادہ سے زیادہ شریک کرنے کیلئے ایسا کیا گیا ہو۔ تاہم اس اعلانِ مکرر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ کی ہر ہر حرکت کی کڑی نگرانی کی جائیگی۔ اور جب کبھی یہ محسوس کیا گیا کہ آپ کا وجود کسی قوم کے حق میں سیاسی اعتبار سے مضر ثابت ہو سکتا ہے آپ کو کچل کر رکھدیا جائیگا پھر آپ کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ آپ اپنا جماعتی تحفظ کر کے اپنے

نصب العین کیلئے کوئی موثر جدوجہد جاری رکھ سکیں۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ "محض تالیاں بجانے سے موئے بھاگ جانیوالی نہیں ہیں" تحریک خاکساران کا جو حشر ہوا، اس کی ایک زندہ اور تازہ مثال ہمارے سامنے ہے۔

ہم اسلامی جماعت کے ذمہ دار اصحاب سے پوچھتے ہیں کہ جب آپ حکومتِ الٰہی کے قیام کا دعوی کرتے ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ کیا آپ کی رائے میں حکومتِ الٰہی کا قیام مسلمانوں کی ناقابلِ شکست سیاسی طاقت کے بغیر ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں ہو سکتا اور یقیناً نہیں ہو سکتا تو اب فرمایئے کہ آپ نے سیاسی طاقت حاصل کرنے کیلئے کیا لائحہ عمل بنایا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ لائحہ عمل دو ہی قسم کا ہو سکتا ہے ایک آئینی دوسرا غیر آئینی۔ آپ نے ان میں سے پہلے لائحہ عمل کی تو قطعی نفی کر دی ہے کیونکہ آپ اپنے شائع کردہ دستور کے مطابق نہ حکومت سے کوئی تعاون کر سکتے ہیں اور نہ کسی اور غیر مسلم سیاسی پارٹی سے۔ اب رہا غیر آئینی طریقہ عمل! تو

ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہئے

صورتِ حال یہ ہے کہ آپ غلام در غلام ہیں، نہ تقریر کی آزادی ہے نہ تحریر کی، کوئی ہتھیار آزادی کیساتھ رکھ نہیں سکتے قانونِ مروج الوقت کی موثر خلاف ورزی ناقابلِ عمل ہے۔ پھر ہندوستان میں تنہا آپ ہی آباد نہیں بلکہ اور دوسری قومیں بھی ہیں جو جسمانی طاقت میں، تعلیم میں، صنعت و حرفت میں آپ سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ ان حالات میں بالکل سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کس طرح اپنی الگ ایک جماعت بنا کر سیاسی طاقت و قوت حاصل کر سکتے ہیں۔ اسوقت آپکی مثال تو بالکل اس مجبور و بے بس قیدی کی سی ہے جو آہنی سلاخوں میں قید ہے، ہاتھ پاؤں میں زنجیریں پڑی ہوئی ہیں اور بلند دیواروں والی جیل کے پھاٹک پر چار چار مسلح پہرہ دار بھی کھڑے ہوئے ہیں اور اسکے باوجود یہ قیدی چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ "میں اپنی حکومت قائم کر کے تمہاری حکومت کا خاتمہ کر کے رکھ دونگا اس کیلئے میں نے لوگ جمع کرنے بھی شروع کر دیئے ہیں" ظاہر ہے کہ قیدی کے اس عاقبت نااندیشانہ اعلان کا نتیجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ مدت اسارت میں توسیع کیساتھ ساتھ جب اسکی زنجیروں میں چند اور زنجیروں کا اضافہ ہو جائے تو غریب آہ سرد بھر کر کہنے لگے ؎

داغ کی شامت جو آئی اضطرابِ شوق میں — حالِ دل کمبخت نے سب اُن کے منہ پر رکھ دیا

دوستو! اگر تم واقعی اسلام کا نام بلند کرنا چاہتے ہو تو ضرورت ہے کہ گروہ بندی، نمود و نمائش اور بلند بانگ دعاوی کر کے اپنی تشہیر سے باز آؤ اور خلوص و للّٰہیت کیساتھ بالکل "گمنام طریقہ" پر کام کرو۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ کی جماعت کو دوسرے لوگوں کیساتھ جبر و تشدد کے بجائے صلح و آشتی اور ملاطفت و نرمی کا معاملہ کرنا چاہیے اور اسکا خیال رکھئے کہ کہئے کم اور کیجئے زیادہ مگر جو کہئے اسے کر کے دکھایئے۔